وصیت و وراثت

تعارف

انسان زندگی میں تو اپنے مال و جائیداد میں حسبِ مرضی تصرف کرتا ہے لیکن انتقال کے بعد وہ اگر کچھ چھوڑتا ہے تو ترکہ کی تقسیم ایک اہم سوال بن جاتی ہے۔ چنانچہ یہ سوال کئی طرح حل کیا گیا ہے۔ مثلاً عیسائی قوموں میں طریق کلانیت رائج ہے۔ تقریباً تمام ترکہ خاندان میں سب سے بڑے لڑکے کو مل جاتا ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں اسی طرح بلحاظ کلانیت دوسروں کو ملتا ہے۔ اس کے برعکس ہندوؤں میں مشترکہ خاندان کا طریق رائج ہے ترکہ فرداً فرداً تقسیم نہیں ہوتا، بلکہ خاندان میں جمع رہتا ہے۔ اہل خاندان مل کر متمتع ہوتے ہیں ان ہر دو طریق کا منشاء واحد ہے۔ وہ یہ کہ ترکہ یک جا محفوظ رہے۔ پارہ پارہ ہو کر تقسیم نہ ہو جائے۔ چنانچہ ان ہر دو طریق سے وہ صورت دولت اندوزی کی پیدا ہوتی ہے جو آج کل بدنام ہو رہی ہے۔ مال کے تعلق سے اس کو سرمایہ داری نظام اور جائیداد کے تعلق سے اس کو جاگیرداری نظام کہتے ہیں۔ اور ہر دو مجموعی طور پر سامراجی نظام کہلاتے ہیں۔

سامراجی نظام کی خرابیاں خطرناک ثابت ہونے پر اس کے توڑ میں ایک جدید نظام زور و شور سے جابجا رائج کیا جا رہا ہے جو تھوڑے تھوڑے فرق پر کئی نام سے موسوم ہے۔ خاص کر سوشلزم اور کمیونزم کے نام زیادہ مشہور ہیں۔ تفصیلات کی یہاں ضرورت و گنجائش نہیں۔ مقصد یہ کہ خاندانوں میں دولت کہیں زیادہ جمع نہ ہونے پائے، بلکہ عامتہ الناس میں بکثرت و بسرعت تقسیم ہوتی رہے اور نظر حصولِ مقصد حکومت مال و جائیداد کے تصرف میں راست دخیل رہے اور بہت زیادہ دخیل رہے۔ گویا کہ حکومت ایک خاندان ہے اور خاندان اس کے افراد۔ اس نظام میں حکومتی مداخلت کی افراط ظاہر ہے جو دولت اندوزی کی ایک صورت ہے۔

قدیم سامراجی نظام ہو کہ جدید اشتراکی نظام ان کے طریق مختلف سہی لیکن تعجب یہ کہ بالآخر نتیجہ واحد ہے وہ یہ کہ مختلف صورتوں میں معیشت کی شخصی آزادی سلب ہوتے ہوتے معاشی غلامی کی نوبت آجاتی ہے۔ غلامی عادۃً گوارا ہو یا طبعاً ناگوار گزرے یہ دوسری بات ہے۔

سامراجی نظام اور اشتراکی نظام کے مقابل اسلامی نظام نے تیسرا طریق اختیار کیا جو پہلے دو طریقوں کی خرابیوں سے پاک ہے۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے تو ممکن نہیں کہ خاندانوں میں زیادہ مال و جائیداد جمع ہو۔ وجہ یہ کہ ترکہ پسماندگان میں وسیع پیمانہ پر فرداً فرداً تقسیم ہو جاتا ہے اور شخصی آزادی بھی سلب نہیں ہوتی کہ وارثوں کو اپنے اپنے حصّہ میں پورے تصرف کا حق حاصل رہتا ہے گویا اسلامی نظام میں وہ دونوں خوبیاں جمع ہیں جو سامراجی نظام اور اشتراکی نظام کی دونوں خرابیوں کا کامل علاج ہیں۔ وجہ یہ کہ اسلامی نظام سراسر انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اس میں استبداد کی ضرورت و گنجائش نہیں اور عجب نہیں غیر اسلامی دنیا بھی طویل تلخ تجربوں کے بعد اسلامی نظام قبول کرنے میں اپنی نجات سمجھے۔ چنانچہ یہ رجحان بعض معاشرتی شعبوں میں نمودار ہو چکا ہے مثلاً عقد بیوگان۔ طلاق وغیرہ۔

مزید برآں تقسیمِ ترکہ کی بابتہ اسلام نے دو طریق اختیار کئے ہیں جو پہلو بہ پہلو عمل کرتے ہیں۔ دونوں کے باہمی تعاون سے تقسیمِ مال و جائیداد میں بہت کچھ توازن و اعتدال قائم رہتا ہے۔ یہ دو طریق کیا ہیں۔

وصیت و وراثت اور بلحاظ نوعیت، وصیت کو وراثت پر مقدم رکھا ہے کہ وصیت وراثت کی مصلح ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ عملاً وصیت کا طریق بڑی حد تک متروک ہے اس سے بہت کم کام لیا جاتا ہے بالعموم سارا معاملہ وراثت پر چھوڑ دیا جاتا ہے جس سے محرومی کی تکلیف دہ صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ لوگ محرومی پر افسوس کرتے ہیں لیکن وصیت کے طریق پر توجہ نہیں کرتے۔ تکلیف سے پریشان ہوتے ہیں لیکن علاج پر متوجہ نہیں ہوتے۔ وصیت سے کام نہیں لیتے۔

اس عدم توجہی اور بے اطمینانی کو رفع کرنے کی خاطر ضرورت تھی کہ وصیت کے طریق پر کافی زور دیا جائے تاکہ تقسیمِ ترکہ میں مزید توازن و اعتدال پیدا ہو ۔ چنانچہ اسی اہم ضرورت کو حضرت علاّمہ محمد عبدالقدیر صدیقی قادری مدظلہ سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن نے اختصار کے باوجود جامعیت کے ساتھ واضح فرمایا ہے اور یہ توجہ طلبی مِلّت کی بڑی خدمت ہے ۔ عالمِ اسلام کو اس طرف توجہ فرمائی کی شدید ضرورت ہے کہ بے شمار حقوق سے اس کا دائمی اور لازمی تعلق ہے ۔ مِلّت میں خوشحالی اور تنگدستی بڑے پیمانے پر اس سے وابستہ ہے ۔ حضرت علاّمہ محمد عبدالقدیر صدیقی مدظلہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ ایک عالم گیر اسلامی سوال پیش کرکے ازروئے قرآن و حدیث اس کا حل پیش فرمایا اور وہ بھی ایسے سادہ سلیس پیرایہ میں کہ لوگ بہ آسانی سمجھ لیں ۔ البتہ علمائے کرام کے واسطہ دقیق نکات کی بہر حال گنجائش ہے ۔ مِلّت کی صلاح و فلاح کے سوال حل کرنا علمائے ربانی کا ہی کام ہے ۔

مَا شَاءَ اللّٰہ فالحمدُ لِلّٰہِ

الیاس برنی

(پروفیسر معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وصیت و وراثت

چونکہ آج کل لوگوں کے خیال میں وصیت کی کوئی اہمیت نہیں ہے بعض احکامِ شرع سے ناواقف لوگ وارثِ بلا واسطہ اور وارثِ بالواسطہ میں فرق نہیں کرتے ۔ ان کو قریب و بعید میں امتیاز نہیں ۔ حکمِ قرآنی پر اپنی ناقص رائے کو ترجیح دیتے ہیں ۔ اصل یہ ہے کہ یہ نادان غیر مسلم قوانین اور رسوم سے مرغوب اور متاثر ہوگئے ہیں ۔ توریث اور وصیت کے احکام پر انہوں نے غور ہی نہیں کیا اور اس کے اثرات سے سراسر غافل ہیں لہذا اس فقیر نے اس مسئلہ کو صاف کرنے کے لئے چند سطریں لکھ دی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو علمِ صحیح اور عملِ صالح سے سرفراز کرے ۔

آمین

(الف) قال اللہ تعالیٰ

١۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ o (البقرہ ۔١٨٠)	جب تم میں سے کسی کی موت قریب آ گئی ہو اور وہ مال بھی چھوڑے تو ماں باپ اور قریبی قرابتداروں کے حقوق میں مناسب طور سے وصیت کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے یہ خدا ترسوں پر فرض ہے۔
٢۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ۔ (النساء ۔١١)	اللہ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔

اس کے بعد ہی ورثاء کے حصص بیان کئے گئے ہیں اس کے ساتھ ہے۔

٣ ــ من بعد وصیة یوصی بھآ او دَین o	بعد اس وصیت کے کہ وہ کرتا ہے یا بعد قرض کے

یعنی توریث اور حصص کا تعین وصیت یا قرض کے بعد ہے اسی سلسلہ میں ہے

من بعد وصیة یوصین بھآ او دین o	بعد اس وصیت کے کہ وہ کرتے ہیں یا بعد قرض کے
من بعد وصیة توصون بھآ او دین o	بعد اس وصیت کے کہ تم کرتے ہو یا بعد قرض کے
من بعد وصیة یوصی بھآ او دین o	بعد اس وصیت کے کہ کی جائے یا بعد قرض کے
٤ واذا حضر القسم اولوا القربیٰ والیتمی والمساکین فارزقوھم منه و قولوا لھم قولا معروفا o (النساء ٨)	اور جب تقسیم ترکہ کے وقت قرابت دار اور یتیم اور مساکین حاضر ہوں تو ترکہ میں سے انہیں کھانے کیلئے دو اور ان سے خوش اخلاقی سے گفتگو کرو۔
٥ ولایأتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوآ اولی القربیٰ	اور کوتاہی نہ کریں تم میں سے ضرورت سے زیادہ مال رکھنے والے اور کشادہ دست

المسکین والمھٰجرین فی سبیل اللّٰہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم واللّٰہ غفور رحیم ۔ (النور ۲۲)

(اس بات میں) کہ قرابتداروں کو اور غرباء کو اور مہاجرین راہِ خدا کو دیں اور ان سے کوئی سختی ہوئی ہو تو درگزر کریں اور ان سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کریں کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے اور اللہ تو غفور رحیم ہے ہی۔

۶ یآیھا الذین امنوا شھادۃ بینکم اذا حضراحدکم المُوت حین الوصیۃ اثنٰن ذواعدل منکم ۔ (المائدۃ ۱۰۶)

اے مسلمانو! تمہارے درمیان شہادت تم میں سے دو عدل اور معتبر گواہوں کی ہے جب موت قریب آجائے اور اس کے آثار نمایاں ہوجائیں ۔

(ب) احادیثِ نبوی

۱۔ عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنھما انَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلَّم قال ما حق امری مسلم لہ شَیئی یوصی فیہ یبیت لیلتین الا ووصیتہ مکتوب عندہ ۔

(متفق علیہ ۔ کتاب الوصایا)

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جائز نہیں مسلمان آدمی کو (بہ حالے) کہ اس کے پاس کچھ مال ہو جس کے متعلق اس کو وصیت کرنا چاہیئے کہ وہ دو راتیں شب گذاری کرے مگر یہ کہ نوشتہ وصیت اس کے پاس رہے یعنی بغیر وصیت لکھ رکھنے کے دو راتیں بھی نہ گزارے۔

۲ عن ابی ھریر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رجل للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا رسول اللّٰہ ایُّ الصدقۃِ افضل قال ان تتصدق و انت صیحیح حریص تأمل

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کونسا صدقہ افضل ہے ؟ فرمایا! تم صدقہ دو بحالے کہ تم صحیح و تندرست

الغنی و تخشی الفقر ولا تُمهل حتی اذا بلغت الحلقوم قلتَ لفلانٍ کذا و لفلانٍ کذا وقد کان لفلانٍ ۔
(البخاری کتاب الوصایا)

ہو اور فقیری سے ڈرتے ہو اور دیر نہ کرو یہاں تک کہ جان حلق میں پہنچ جائے اور اس وقت تم یہ کہنے لگو کہ فلاں کیلئے اتنا دو فلاں کیلئے اتنا دو اور فلاں کو مجھے اتنا دینا ہے!

۳ عن سعد بن ابی وقاص قال عادنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم و انا مریض فقال اوصیت؟ قلت نعم قال بکم قلت بمالی کلہ فی سبیل اللّٰہ قال فما ترکت لولدک قلت ھم اغنیآء بخیر قال اَوص بالعُشر فما زلت انا قصہ حتّٰی قال بالثلث و الثلث کثیر ۔
(رواہ الترمذی)

سعد ابن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف ئے اور میں بیمار تھا فرمایا کیا تم نے کچھ وصیت کی میں نے عرض کیا جی ہاں ! فرمایا کتنے کی ، عرض کیا راہِ خدا میں اپنے پورے مال کی وصیت کی ہے ! فرمایا پھر تم نے اپنے بچوں کیلئے کیا چھوڑا! عرض کیا وہ غنی ہیں اچھی حالت میں ہیں ! فرمایا دسویں حصہ کی وصیت کرو! پھر میں حضرتؐ سے کمی کے بارے میں بحث کرتا رہا۔

یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا ''اچھا ثلث مال وصیت کرو اور ثلث مال بھی بہت ہے

۴ فی حدیث سعد بن ابی وقاص انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تذرھم عائلۃ و ان یتکففون الناس و انک لن تنفق نفقۃ تبتغی بھا وجہَ اللّٰہ الا اجرت بھا حتّٰی اللقمۃ ترفعھا الی فی امرأتک ۔
(متفق علیہ ۔ باب الوصایا)

سعد ابن ابی و قاص کی حدیث میں ہے بے شک اگر تم اپنے وارثوں کو غنی اور تونگر چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو تنگ دست اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا چھوڑو اور بیشک تم خرچ نہ کرو گے بحالیکہ تم اس سے خدا کی رضا مندی چاہتے ہو مگر یہ کہ تم کو اس کا اجر ملے گا حتی کہ ایک لقمہ کا بھی جسے تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔

۵ عن ابی امامة قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم یقول فی خطبة عام حجة الوداع ان اللّٰه قد اعطیٰ کل ذی حق حقه فلا وصیة لوارث ۔ (ابو داؤد ابن ماجه)

ابی امامہؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سال حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا بے شک! اللہ نے ہر ایک کو اس کا حق عطا کیا ہے پس کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ۔

٦ عن ابن عباس عن النّبی صلی اللّٰه علیه و سلم قال لا وصیة لوارثٍ الا ان یشاء الورثة ۔

(مشکوٰۃ ۔ باب الوصایا)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں مگر یہ کہ دوسرے ورثاء راضی ہوں۔

آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویؐ تو بیان کردیئے گئے اب ہم بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ان آیات و احادیث سے کیا احکام مستنبط ہوتے ہیں ۔

ا ۔ کتب کے معنٰی ہیں فرض یعنی فرض کیا گیا جیسے الصلوٰة المکتوبة فرض نماز اور کتب علیکم الصیام کے معنٰی تم پر روزہ فرض کیا گیا ۔

۲ ۔ وصیة کے معنٰی تاکیدی حکم کے ہیں چنانچہ یوصیکم اللّٰه کے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو تاکیدی حکم دیتا ہے ونیز وصیة کے معنٰی ہیں مرنے سے پہلے غیر وارثوں کو اور مذہبی اور قومی کاموں کیلئے خیر خیرات کا حکم دینا۔

۳ ۔ مطلق کے بعد تقید کی جائے ۔ مجمل مبہم کی تفسیر کی جائے تو یہ اجمال کی تفصیل ہے۔

۴ ۔ حدیث شریف میں اَوص کا لفظ ہے جو امر کا صیغہ ہے (اور اصل امر میں وجوب ہے) اس حیثیت سے بھی وصیت کرنا واجب اور ضروری ہے۔

۵ ۔ قرآن شریف میں پہلے قرابتداروں کی امداد کرنے کا یعنی مطلق امداد کا حکم دیا گیا ہے۔ لفظ بالمعروف اسی اطلاق ، اجمال اور عموم کو ظاہر کرتا ہے اور یہ حکم کتب

علیکم الخ کی وجہ سے فرض ہے پھر یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم الخ میں جہاں وارثوں کے حصص متعین کئے گئے ہیں وہیں ادائے قرض اور وصیت کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ پس کتب علیکم الخ کی یوصیکم اللّٰہ الخ سے تفصیل کی گئی ہے اور اس میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ورثاء کے حصص ۔۲۔ ادائے قرض۔۳۔ وصیت۔

ورثاء کے حصص تو خود قرآن شریف میں معین کئے گئے ہیں اور غیر وارثوں کیلئے وصیت کا حکم دیا گیا ہے مگر ان کے حصص متعین نہیں کئے گئے۔ حسب ضرورت مناسب طور سے ان کی امداد کا تعین موصی کے اختیار تمیزی پر چھوڑا گیا ہے مگر نفسِ وصیت کا وجوب تو مسلّم ہے۔ کتب علیکم ۔الخ میں جو اختیار تمیزی بطور عموم دیا گیا تھا وہ ورثاء کے حصص کے تعین کے بعد غیر وارثوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے قریب ہیں، بعض بعید، بعض شکستہ حال ہیں اور بعض خوشحال اسی طرح دوسرے نیک کاموں کے بارے میں بھی وصیت ہوسکتی ہے جن کی اہمیت کا سمجھنا بھی موصی کی رائے پر محول کیا گیا ہے نیز بعض اشخاص ایسے بھی ہوتے ہیں جو مورث کی خدمت کرتے اور اس سے غیر معمولی محبت رکھتے تھے۔ ان کی امداد کے تعین میں بھی موصی کی رائے کو اہمیت ہے۔

۶۔ کسی وارث کے حق میں وصیت درست نہیں کیونکہ ورثاء کے حصص معین ہیں۔ الا اس کے کہ دوسرے وارث ایسی وصیت پر راضی ہوں۔

۷ ۔ چونکہ ورثاء قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں اس لئے وصیت کی انتہائی مائی مقدار ثلثِ مال (۱/۳) بتلائی گئی ہے تاکہ وارثوں کا زیادہ نقصان نہ ہو۔ اگر ورثاء راضی ہوں تو زیادہ کی وصیت بھی نافذ ہوسکتی ہے اور اگر ورثاء ہوں ہی نہیں تو جمیع مال کی بھی وصیت ہوسکتی ہے کیونکہ اس کا کوئی مانع نہیں۔

جب بالکل غیر آدمی کے حق میں وصیت کی جاسکتی ہے تو محروم الارث قرابت داروں کے حق میں وصیت کرنا بہ طریق اولیٰ ثابت ہوگا۔ کون کون سے قرابت دار محروم الارث ہیں۔

مرحوم بیٹے کا بیٹا یا بیٹی یعنی پوتا یا پوتی ۔ مرحومہ بیٹی کا بیٹا یا بیٹی یعنی نواسہ یا نواسی، مرحوم بھائی کا بیٹا یا بیٹی یعنی بھتیجہ یا بھتیجی، مرحومہ بہن کا بیٹا یا بیٹی یعنی بھانجہ یا بھانجی ۔ نانا جو جدِ فاسد ہے ۔ خالہ، ماموں، مرحومہ پھوپھی کا بیٹا یا بیٹی یا خود پھوپھی جب کہ بیٹے کی وجہ سے محروم ہو (بلکہ متبنی لڑکا یا لڑکی) ان سب صورتوں میں شریعت نے مورث کو زندگی ہی میں وصیت کرنے کا حکم دیا ہے ۔ ان میں سے بعض تو قریبی رشتہ داروں کی وجہ سے اور بعض عَصبہ کے مقابل ذوی الارحام سے ہونے کی وجہ سے محروم ہو جاتے ہیں ۔

وصیت کو قرآن میں قرض اور توریث دونوں سے مقدم بیان کیا گیا ہے اور اس طرح بیان کرنے میں مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وارث تو اپنے مورث کے مال کو اپنا ہی مال سمجھتے ہیں ۔ قرض دار بھی قرض وصول کر ہی لیتا ہے چھوڑتا کب ہے ۔

وصیت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے لوگ بے اعتنائی کرتے ہیں ۔ حدیث شریف سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ دو راتیں ایسی نہ گزریں جن میں وصیت نامہ لکھا ہوا پاس نہ رہے ۔ یہ وصیت نامہ محفوظ رہے گا اور موصی کے انتقال کے بعد کھولا جائے گا ۔ وصیت نامہ کی اہمیت کی وجہ سے قرآن میں اس کی حفاظت کیلئے دو گواہوں کے رکھنے کا حکم ہے اور میری رائے میں حسب حکم قرآن وصیت نامہ دو گواہوں کو سنا دینے کے بعد دفتر رجسٹریشن میں محفوظ رکھ دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے تا کہ بہ وقت ضرورت سرکار اپنی قوت سے اس کی تعمیل کرا سکے ۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مورث لوگوں سے قرض لیتا ہے اور اس پر نہ کوئی شاہد رہتا ہے نہ گواہ ۔ ایسی صورت میں قرضداروں کا قرض ضائع ہونے کا اندیشہ ہے ۔ اگر ورثاء تسلیم نہ کریں تو وصیت سے اس کی ادائی ہو سکتی ہے ۔

آیت اذا حضر القسمة الخ ! سے کیا ثابت ہو رہا ہے ؟ اس کے مخاطب کون ہیں ؟ اور یہ کس سے متعلق ہے ؟

ظاہر ہے کہ تقسیم ترکہ کے وقت مورث تو زندہ نہیں رہتا لہذا اس کے مخاطب ورثاء اور موصیٰ لہ، ہیں اور یہ متعلق ہے ایسے قرابت داروں اور متعلقین سے جو نہ وارث ہیں اور نہ ان

کے متعلق وصیت کی گئی ہے۔ "فارزقوھم" کے حکم کی بناء پر ان کو بھی کچھ نہ کچھ دینا چاہیئے۔

حاصل یہ ہے کہ احکامِ اسلام جامع اور مکمل ہیں۔ توریث کے متعلق جو احکام دیئے گئے ہیں وہ بھی منصوص اور ناقابل کمی و بیشی ہیں۔ محروم الارث قرابت داروں یا دوسرے مستحق لوگوں کے حق میں یا دوستوں اور ایسے مخلصوں کے حق میں جنھوں نے خدمت یا ہمدردی کی ہو یا مذہبی یا قومی کاموں کیلیئے وصیت کرنی چاہیئے۔

احکام خدا و رسول تو موجود ہیں مگر تم خود بے اعتنائی کرتے ہو اور پھر شریعت کی شکایت کرتے ہو کہ محروم پوتوں اور نواسوں کو کچھ نہیں ملتا۔ اگر احکام خدا اور رسول کی تعمیل کرو تو دیکھو نہ تم پوتوں اور نواسوں کے محروم الارث ہونے کا رونا روتے پھرو گے اور نہ ان کو فلاکت اور تنگ دستی کی وجہ سے دوسروں کی طرح دستِ سوال بڑھانے کی ضرورت پڑے گی و نیز نہ تم کو مداخلت فی الدین کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ والسّلام۔

عق